فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط:10)

وَلِیُّ اللّٰہ کی پہچان

(مع دیگر دلچسپ سُوال و جواب)



پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

یہ رسالہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادِری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکرے کی روشنی میں مجلس المدینۃ العلمیہ کے شعبہ ''فیضانِ مدنی مذاکرہ'' کی طرف سے نئے مواد کے کافی اضافے کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

پہلے اِسے پڑھ لیجیے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مخصوص انداز میں سنتوں بھرے بیانات، عِلْم وحکمت سے معمور مَدَنی مذاکرات اور اپنے تربیت یافتہ مبلغین کے ذَرِیعے تھوڑے ہی عرصے میں لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کثیر اسلامی بھائی وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر ہونے والے مَدَنی مذاکرات میں مختلف قسم کے موضوعات مثلاً عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طِبّ، اخلاقیات و اِسلامی معلومات، روزمرہ معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق سُوالات کرتے ہیں اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ انہیں حکمت آموز اور عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے لبریز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مقدّس جذبے کے تحت المدینۃ العلمیہ کا شعبہ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** ان مَدَنی مذاکرات کو ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ **"ملفوظاتِ امیرِ اہلسنّت"** کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان تحریری گلدستوں کا مطالعہ کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ مزید حصولِ علمِ دین کا جذبہ بھی بیدار ہوگا۔

پیشِ نظر رسالے میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رحیم عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُرخُلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور خامیاں ہوں تو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ
(شعبہ فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ)
۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / 05 فروری 2015ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَلِیُّ اللّٰہ کی پہچان

شیطان لاکھ سُستی دِلائے
یہ رسالہ (٣٦ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے
اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

شَہَنْشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال، محبوبِ ربِّ ذُوالجلال صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے مجھ پر دن میں ایک ہزار مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا، وہ مرے گا نہیں جب تک جنّت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وِلایت کسے کہتے ہیں؟

عرض: وِلایت کسے کہتے ہیں؟ نیز کیا عبادت و ریاضت سے وِلایت حاصل کی جا سکتی ہے؟

ارشاد: دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1360 صَفحات

مدینہ

❶ ...... اَلتَّرْغِیْب وَالتَّرْہِیْب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی إکثار الصلاۃ...الخ، ٣٢٦/٢، حدیث: ٢٥٩١

پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت (جلد اوّل) صَفْحہ 264 پر ہے: وِلایت ایک قُربِ خاص ہے کہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ وِلایت وَہْبی شے ہے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے)، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ (سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حَسَنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: وِلایت کَسْبی نہیں محض عطائی ہے، ہاں! (اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ہم) کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ [1] جیسا کہ پارہ 21، سورۃُ العنکبوت کی آیت نمبر 69 میں اِرشاد ہوتا ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

وَلِیُّ اللہ کسے کہتے ہیں؟

عرض: وَلِیُّ اللہ کسے کہتے ہیں؟

ارشاد: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اپنے اپنے انداز میں وَلِیُّ اللہ کی مختلف

مدینہ

[1] ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۶۰۶

تعریفات بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند تعریفات ملاحظہ کیجیے:

صاحبِ تفسیرِ خازن حضرتِ علّامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: وَلِیُّ اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اِطاعتِ اِلٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دِل نورِ جلالِ اِلٰہی کی معرفت میں مُسْتَغْرَق (ڈوبا ہوا) ہو۔ جب دیکھے دلائِلِ قُدرتِ اِلٰہی کو دیکھے اور جب سُنے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیتیں ہی سُنے اور جب بولے تو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ اِلٰہی میں کرے اور جب کوشش کرے اسی اَمر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ اِلٰہی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خُدا عَزَّوَجَلَّ کے سِوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اَولیا کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ولی و ناصِر اور مُعین و مددگار ہوتا ہے۔[1]

مُتَکَلِّمِیْن کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔[2]

بعض عارِفین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین نے فرمایا: وِلایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مشغول رہنے کا، جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے

مدینہ

1. ...... تفسیرِ خازن، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۲، ۲/ ۳۲۲
2. ...... تفسیرِ کبیر، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۲، ۶/ ۲۷۶

تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئے کے فوت (ضائع) ہونے کا غم ہوتا ہے۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ جناب رحمتِ عالمیان، مکّی مَدَنی سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَولیاءُ اللہ وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ یاد آجائے۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ زید عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: ولی وہ ہے جس میں وہ صفت ہو جو اِس آیت میں مذکور ہے: ﴿ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿ؕ۶۳﴾ ﴾ (پ۱۱، یونس: ۶۳) ترجَمۂ کنزُالایمان: ”وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔“ یعنی ولی وہ ہے جو ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔[3]

بعض عُلَما نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے محبت کریں۔ اولیا کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ[4] میں وارِد ہوئی ہے۔

بعض اکابِرین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت (یعنی عبادت) سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کرامت سے ان کی

مدینہ

1...... تفسیرِ خازن، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۲، ۲/ ۳۲۳

2...... جامِع صغیر، حرف الھمزۃ، ص۱۶۷، حدیث: ۲۸۰۱

3...... تفسیرِ خازن، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۲، ۲/ ۳۲۲

4...... ابوداود، کتاب الاجارۃ، باب فی الرھن، ۳/ ۴۰۲، حدیث: ۳۵۲۷

کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا بُرہان کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کفیل ہو اور اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلْق پر رحم کرنے کے لیے وَقْف ہو گئے۔

اولیا کی مُندرَجہ بالا تعریفات نقل کرنے کے بعد صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: یہ مَعانی اور عبارات اگرچہ جُدا گانہ ہیں لیکن ان میں اِخْتِلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے۔ جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں، وِلایت کے دَرَجے اور مراتِب میں ہر ایک بقدر اپنے دَرَجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔(1)

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی پہچان

عرض: وَلِیُّ اللہ کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے؟

ارشاد: وَلِیُّ اللہ کی پہچان حقیقۃً بَہُت مُشکِل ہے۔ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ وَلِیُّ اللہ کی پہچان بَہُت مُشکِل ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابویزید بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی فرماتے ہیں:

مدینہ

1 ...... خزائنُ العِرفان، پ ١١، یونس، تحت الآیۃ ٦٢، ص ٤٠٥

اَولیاءُ اللہ رَحْمتِ الٰہی کی دُلْہَن ہیں جہاں تک سوائے اس کے مَحْرَم کے کسی کی رسائی نہیں۔[1] اسی لیے کہا گیا: وَلِی رَا وَلِی مِی شَناسَد یعنی ولی کی پہچان ولی ہی کر سکتا ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو الْعَبّاس رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خُدا کی پہچان آسان ہے مگر ولی کی پہچان مشکل کیونکہ ربّ عَزَّوَجَلَّ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے اعلیٰ وبالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ مگر ولی شکل و صورت، اَعمال وافعال میں بالکل ہماری طرح۔[2] شریعت میں اِظہار ہے اور طریقت میں اِخفاء (چھپانا)، مکان کی زینت دروازہ پر رکھی جاتی ہے اور موتی کوٹھڑی میں۔[3]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کتنے ہی پریشان حال، پَراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں کہ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ضَرور اسے پورا فرمادے۔[4]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے! ولی ہونے کے لیے تشہیر واِشتہار،

مدینہ

1 ...... روح البیان، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۳، ۴/ ۶۰
2 ...... روح البیان، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ ۶۳، ۴/ ۶۰
3 ...... شانِ حَبیبُ الرَّحمٰن، ص۲۹۸
4 ...... تِرمِذی، کتاب المناقب، باب مناقب البَراءِ بْنِ مالک، ۵/ ۴۵۹، حدیث: ۳۸۸۰، ماخوذاً

نُمایاں جُبّہ و دستار اور عقید تمندوں کی لمبی قطار ہونا ضروری نہیں جس سے ان کی وِلایت کی معرفت اور شہرت ہو بلکہ عام بندوں میں بھی وَلِیُّ اللہ ہوتے ہیں لہٰذا ہمیں ہر نیک بندے کا ادب و احترام کرنا چاہیے کہ نہ جانے کون گدڑی کا لعل (یعنی چُھپا ولی) ہو جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی (یعنی پوشیدہ) رکھا ہے: (۱) اپنی ناراضگی کو اپنی نافرمانی میں (۲) اپنی رِضا کو اپنی اِطاعت میں اور (۳) اپنے اولیا کو اپنے بندوں میں۔ پس کسی بھی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہو سکتا ہے اسی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی پوشیدہ ہو اور کسی نیکی کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے ہوسکتا ہے کہ اسی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضامندی ہو اور بندوں میں سے کسی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیا میں سے کوئی ولی ہو۔ [1]

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے مختلف مراتب

عرض: کیا سب اَولیا کے مَراتب یکساں ہوتے ہیں؟ نیز ان میں ایک جیسی ہی صفات پائی جاتی ہیں؟

ارشاد: اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے مَرتبے مختلف ہیں اور یہ حضرات مختلف

مدینہ

1 ...... الزھد الکبیر، ص۲۹۰، رقم: ۷۵۹

اَنبیاء کے مظہر ہیں، اس لیے ان کی شانیں جُدا گانہ ہیں، سب میں ایک (ہی طرح کی) علامت تلاش کرنا غَلَطی ہے۔ جس طرح ایک حکومت کے مختلف محکمے ہیں، ہر محکمے کی وردی، پگڑی علیٰحدہ، پولیس کی وردی اور، فوج کی وردی کچھ اور، ریلوے کی دوسری، سب میں ایک ہی علامت تلاش نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان نُفُوسِ قُدسِیَّہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی مختلف علامتیں ارشاد ہوئیں ہیں۔ (1)

البتہ ایمان اور تقویٰ ایسی صفات ہیں جو ہر وَلِیُّ اللہ کے لیے شرائط کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا کوئی بے دین یا فاسق و فاجر شخص وَلِیُّ اللہ نہیں ہو سکتا۔ قرآنِ کریم نے ان دونوں صفات کو بیان فرمایا ہے چنانچہ پارہ 11 سورۂ یونس کی آیت نمبر 62 اور 63 میں خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿ۚ۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿ؕ۶۳﴾	ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

پارہ 9 سورۃُ الْاَنْفال کی آیت نمبر 34 میں اِرشاد ہوتا ہے:

مدینہ

(1) ...... شانِ حبیبُ الرَّحمٰن، ص ۱۰۳، مختصراً

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: کوئی کافر یا فاسق اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ولی نہیں ہو سکتا۔ ولایتِ الٰہی ایمان و تقویٰ سے میسر ہوتی ہے۔(1)

فضلِ خداوندی کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں

عرض: کیا اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام مسلمانوں کے کسی خاص خاندان یا قوم سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی بھی طبقہ سے ہوسکتے ہیں؟

ارشاد: اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کسی مخصوص خاندان یا نسل سے ہونا ضروری نہیں کہ فضلِ خداوندی کسی نسل یا قوم ہی کے ساتھ خاص نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے اپنی رَحمت سے نواز دیتا ہے۔ یہ نفوسِ قدسیہ مسلمانوں کی ہر قوم اور ہر پیشہ کرنے والوں میں ہوتے رہے اور قِیامت تک ہوتے رہیں گے، کبھی مزدور کے بھیس میں، کبھی سبزی اور پھل فروش کی صورت میں، کبھی تاجر یا ملازِم کی شکل میں، کبھی چوکیدار یا مِعمار کے روپ میں بڑے بڑے اولیا ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اِن کی شناخت نہیں کر سکتا۔ رُوئے زمین پر مُتَعَدَّد اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ہر وَقت موجود

مدینہ

1 …… تفسیرِ نعیمی، پ۹، الانفال، تحت الآیۃ ۳۴، ۹/ ۵۴۳

رہتے ہیں اور انہیں کی بَرَکت سے دنیا کا نظام چلتا ہے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا شاہ عبدُالعزیز مُحَدِّث دِہلَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کسی شخص نے شکایت کی کہ حُضُور! کیا وجہ ہے کہ آج کل دِہلی کا انتِظام ''بَہُت سُست'' ہے؟ فرمایا: آج کل یہاں کے صاحِبِ خدمت (یعنی ابدالِ دِہلی) سُست ہیں۔ پوچھا، کون صاحِب ہیں؟ فرمایا: فُلاں پھل فروش جو فُلاں بازار میں خَربوزے فروخت کرتے ہیں۔ پوچھنے والے صاحِب اُن کے پاس پہنچے اور خربوزے کاٹ کاٹ کر اور چکھ چکھ کر سب ناپسند کر کے ٹوکرے میں رکھ دیئے۔ اِس قَدَر نقصان کر دینے والے کو بھی وہ کچھ نہیں بولے۔ کچھ عرصے کے بعد دیکھا کہ انتِظام بِالکل دُرُست ہے اور حالات بدل گئے ہیں تو اُسی شخص نے پھر پوچھا کہ آج کل کون ہیں؟ شاہ صاحِب نے فرمایا: ایک سَقّا ہیں جو چاندنی چوک میں پانی پلاتے ہیں مگر ایک گلاس کی ایک چَھدام (چَھدام ان دنوں سب سے چھوٹا سکّہ تھا یعنی ایک پیسے کا چوتھائی حصّہ) لیتے ہیں۔ یہ ایک چَھدام لے گئے اور ان کو دے کر ان سے پانی مانگا۔ اُنہوں نے پانی دیا انہوں نے پانی گرا دیا اور دوسرا گلاس مانگا۔ اُنہوں نے پوچھا اور چَھدام ہے؟ کہا: نہیں۔ اُنہوں نے ایک دَھول (چانٹا) رَسید کیا اور کہا خربوزہ والا سمجھا ہے؟[1] اللہ

مــــــــــــــــدینہ

1 ...... سچی حکایات، حصہ سوم، ص ۲۰۲ تا ۲۰۳

عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو، آمین۔

کرامت کی تعریف

عرض: کَرامت کسے کہتے ہیں؟

ارشاد: عَارِف بِالله، ناصِحُ الْاُمَّہ حضرتِ سیِّدُنا امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی کرامت کی تعریف یوں فرماتے ہیں: کرامت سے مُراد وہ خلافِ عادت اَمر ہے جس کا ظہور تَحَدِّی (چیلنج) و مقابلہ کے لیے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع (پیروی کرنے والا)، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔(1)

یاد رکھیے! نبی سے جو بات خلافِ عادت قبل (اعلانِ) نبوّت ظاہر ہو اُس کو اِرْہاص (اور اعلانِ نبوت کے بعد ظاہر ہو تو اسے معجزہ) کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادِر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادِر ہو اُسے مَعُوْنَت کہتے ہیں اور بیباک فجّار یا کفّار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو اُس کو اِسْتِدْراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔(2)

کرامت اور معجزہ میں فرق

عرض: معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

1 ...... حدیقۃ ندیۃ، الباب الثانی، الفصل الاوّل فی تصحیح الاعتقاد، ۱/۲۹۲

2 ...... بہارِ شریعت، حصہ اوّل، ۱/۵۸

ارشاد: معجزہ اور کرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو بکر بن فورک رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر تو معجزات ظاہر کرنا لازم ہوتا ہے جبکہ ولی کے لیے کرامات چُھپانا ضروری ہوتا ہے۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نبی اس کے معجزہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کو یقینی صورت میں پیش کرتا ہے جبکہ ولی کرامت کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ اسے قطعی طور پر پیش کرتا ہے کیونکہ وہ مَکْر (دھوکا) بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

فنِ تصوُّف کے یگانۂ روزگار حضرتِ سَیِّدُنا قاضی ابو بکر اَشعری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: معجزات صرف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے ساتھ خاص ہیں جبکہ کرامات ایک ولی سے صادر ہوتی ہیں جس طرح انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے معجزات صادِر ہوتے ہیں مگر ولی سے معجزہ کا وقوع ممکن نہیں ہوتا کیونکہ معجزہ کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعویٔ نبوت بھی ہو جبکہ کوئی ولی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا لہٰذا اس سے جو کچھ ظاہر ہو گا معجزہ نہیں کہلائے گا۔(1)

حضرتِ علّامہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لیے کرامت کا

مدینہ

(1) رسالۃُ قُشَیْرِیۃ، فصل فی بیان عقائدھم ..الخ، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۷۹، ملخّصًا

ہونا ضروری نہیں ہے مگر ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ولی کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی وِلایت کا اِعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے بلکہ ولی کے لیے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اَولیاءُ اللہ ایسے بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بارے میں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ولی ہیں بلکہ دوسرے اولیاءِ کرام نے اپنے کشف و کرامت سے ان کی ولایت کو جانا پہچانا اور ان کے ولی ہونے کا چرچا کیا مگر نبی کے لیے اپنی نبوت کا اِثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اِثبات بغیر معجزہ دکھائے ہو نہیں سکتا، اس لیے ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔[1]

اِستقامت کرامت سے بڑھ کر ہے

عرض: کیا ولی سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے؟

ارشاد: ولی سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری نہیں جیسا کہ ابھی معجزے اور کرامت کے فرق میں بیان ہوا اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ جو کرامت ایک ولی سے صادِر ہو وہی دوسرے اولیا سے بھی ظاہر ہو۔ یاد رکھیے! اصل کرامت، شریعت و سنّت پر اِستقامت کے ساتھ عمل کرنا ہے جو جتنا زیادہ شریعت و

مدینہ

1 ...... کراماتِ صحابہ، ص۳۸

سُنَّت کا پابند ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ باکرامت ہو گا چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو القاسم گرگانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی فرماتے ہیں: پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا اور غیب کی خبریں دینا کرامت نہیں بلکہ کرامت یہ ہے کہ وہ شخص سراپا اَمر بن جائے یعنی شریعت کا مطیع و فرماں پذیر ہو جائے اس طرح کہ اس سے حرام کا صدور نہ ہو۔[1]

حضرتِ سَیِّدُنا ابو یزید بِسْطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فرماتے ہیں: اگر تم دیکھو کہ کسی شخص کو یہاں تک کرامات دی گئی ہیں کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آؤ یہاں تک کہ دیکھو کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَمر و نہی وحِفْظِ حُدود اور اَدائے شریعت میں کیسا ہے (یعنی اللہ تعالٰی نے جن باتوں کا حکم دیا ہے اُن پر عمل کرتا ہے یا نہیں اور جن باتوں سے منع کیا ہے اُن سے باز رہتا ہے یا نہیں، نیز شریعت کی حدّوں اور اس کی پیروی کا کتنا خیال رکھتا ہے)۔[2]

عوام کی خود ساختہ بیان کردہ علامات اور ان کی اِصلاح

عرض: فی زمانہ کچھ لوگ ولی نہیں ہوتے مگر عوام النّاس غَلَط فہمی کی بنا پر انہیں ولی سمجھ لیتے ہیں اس کے بارے میں بھی وضاحت فرما دیجیے، نیز کیسے وَلِیُّ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے؟

مدینہ

1. ...... کیمیائے سعادت، رکنِ سوم مہلکات، اصل دھم، ۲/۷۴۹
2. ...... شعب الایمان، باب فی نشر العلم، ۲/۳۰۱، رقم: ۱۸۶۰

ارشاد: عوام النّاس کو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے اور اپنی طرف سے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی خود ساختہ علامات مقرر کرنے کے بجائے علمائے حقّہ اہلسنّت وجماعت وبزرگانِ دین رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن کے بیان کردہ اِرشادات کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ عوام الناس کی خود ساختہ بیان کردہ علامات اور ان کی اِصلاح کرتے ہوئے مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحمَةُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: لوگوں نے ولی کی علامتیں اپنی طرف سے مقرّر کرلی ہیں: کوئی کہتا ہے کہ ولی وہ جو کرامات دکھائے مگر یہ غَلَط ہے کیونکہ شیطان بَہُت سے عجائبات کرکے دِکھاتا ہے، سَنْیَاسی جوگی (نجومی) صدہا کرتب کرلیتے ہیں، دجّال تو غضب ہی کرے گا، مُردوں کو جِلائے (زندہ کرے) گا، بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر وِلایت کا مَدار ہو تو شیطان اور دجّال بھی ولی ہونے چاہئیں۔ صُوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ہَوا میں اُڑنا وِلایت ہو تو شیطان بڑا ولی ہونا چاہیے مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کوئی کہتا ہے کہ ولی وہ جو تارِکُ الدُّنیا ہو، گھر بار نہ رکھتا ہو۔ اس طرح بعض لوگ کہا کرتے ہیں: وہ ولی ہی کیا جو رکھے پیسہ، مگر یہ بھی دھوکہ ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، حضرتِ سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ، حُضُور غوثُ الثَّقَلَین، امامِ اعظم ابو حنیفہ، مولانا روم رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْقَيُّوْم بڑے مالدار تھے، کیا یہ

ولی نہ تھے؟ یہ تو وَلِیُّ اللّٰہ ہی نہیں، ولی گر تھے لیکن اس کے برعکس بہُت سے سَنْیاسی کفّار تارِکُ الدُّنیا ہیں، کیا وہ ولی ہیں؟ ہر گز نہیں۔ کامِل وہ ہے جس کے سر پر شریعت ہو، بغلوں میں طریقت، سامنے دُنیوی تعلُّقات، ان سب کو سنبھالے ہوئے راہِ خدا طے کرتا چلا جائے۔ مسجد میں نمازی ہو، میدان میں غازی ہو، کچہری میں قاضی اور گھر میں پکّا دُنیادار (یعنی دُنیوی معاملات میں مصروفِ کار) غرضیکہ مسجد میں آئے تو مَلَائِکَۂ مُقَرَّبِیْن کا نُمونہ بن جائے اور بازار میں جائے تو مَلَائِکَۂ مُدَبِّرَاتِ اَمْر (یعنی اُمورِ دُنیویہ کی تدبیر کرنے والے فرشتوں) کے سے کام کرے۔ بعض بیہودے دعویٔ وِلایت کریں مگر نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ کے پاس جائیں اور شیخی ماریں کہ ہم کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں، سُبْحٰنَ اللّٰہ! نماز تو کعبہ میں پڑھیں اور روٹی و نذرانے مُرید کے گھر سے لیں، یہ پورے شیاطین ہیں۔ جب تک ہوش و حواس قائم ہیں تب تک احکامِ شرعِیَّہ مُعاف نہیں ہوسکتے۔(1)

جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا دُرُست ہو اس کی چار شرائط ہیں چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ایسے شخص سے بیعت کا حکم ہے جو کم از کم یہ

(1) ...... شانِ حَبِیْبُ الرَّحْمٰن، ص۲۹۹۔۳۰۱، ملخصًا

چاروں شرطیں رکھتا ہو: **اوّل:** سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ **دوم:** علمِ دین رکھتا ہو۔ **سوم:** فاسق نہ ہو۔ **چہارم:** اس کا سلسلہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک مُتَّصِل ہو۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کی اجازت نہیں۔ (1)

مجذوب کسے کہتے ہیں؟

عرض: بعض لوگ ہر پاگل و بے عقل کو ولی سمجھ لیتے ہیں کیا یہ دُرُست ہے؟

ارشاد: ہر پاگل و بے عقل کو ولی سمجھ لینا سراسر غَلَط فہمی ہے۔ شاید لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ پاگل و دیوانے مَجْذوب ہیں مگر یاد رکھیے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی مَجْذوب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی ہوتا ہے مگر ہر پاگل و دیوانہ مَجْذوب بھی نہیں ہوتا۔ مَجاذِیب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وہ مخصوص بندے ہیں جو لَطائف کی بیداری کی وجہ سے جب یکدم رُوحانیّت کی بلند منزلوں میں مُسْتَغْرِق ہو جاتے ہیں تو اِن کی شُعوری صلاحیتیں مَغلُوب ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے یہ ہوش و حواس سے بے نیاز ہو کر دُنیَوی دِلچسپیوں سے لا تَعلُّق ہو جاتے ہیں، انہیں دیگر مخلوق سے کوئی واسِطہ و تَعلُّق نہیں ہوتا، وہ از خود نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ پہنتے ہیں، نہ نہاتے ہیں، انہیں سردی گرمی، نفع و نقصان کی خبر

مدینہ

(1) ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۶۰۳

تک نہیں ہوتی، اگر کسی نے کھلا دیا تو کھا پی لیا، پہنا دیا تو پہن لیا، نہلا دیا تو نہا لیا، سردیوں میں بِغیر کمبل چادر لیے سُکون اور گرمیوں میں لحاف اوڑھ لیں تو پرواہ نہیں یعنی مَجْذوب بظاہر ہوش میں نہیں ہوتا اس لیے وہ شَریعت کا مُکَلَّف بھی نہیں ہوتا یعنی اس پر شرعی اَحکام لاگو نہیں ہوتے مگر اس پر شرعی اَحکام پیش کیے جائیں تو ان کی مخالفت بھی نہیں کرتا اور یہ بھی یاد رہے کہ صاحبِ عقل و شُعُور کے لیے کسی مَجْذوب سے سرزد ہونے والے خلافِ شرع کاموں کو اپنے لیے حُجَّت ودلیل بنا کر اس کی اِتباع کرنا یااُن کی اِتباع میں خود کو شرعی احکام سے مستثنیٰ خیال کرنا جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بعض مَجذوبین قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُم نے جو کچھ بحالِ جذب کیا، وہ سَند نہیں ہوسکتا۔ مَجْذوب عقل وہوشِ دُنیا نہیں رکھتا۔ اس کے اَفعال، اس کے اِرادہ واِختیارِ صالح سے نہیں ہوتے وہ مَعْذور ہے۔

ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

کہ سُلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ غیر آباد اور ویران زمین سے ٹیکس نہیں لیتا) (1)

---

❶ ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۵۹۹

ایک اور مقام پر مَجذوبوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ خود سلسلہ میں ہوتے ہیں، مگر ان کا کوئی سلسلہ پھر ان سے آگے نہیں چلتا۔ یعنی مَجذوب اپنے سلسلہ میں مُنتہیٰ (یعنی کامل) ہوتا ہے۔ اپنے جیسا دوسرا مَجذوب پیدا نہیں کرسکتا۔ وجہ غالباً یہ ہے کہ مَجذوب مقامِ حیرت ہی میں فنا ہو جاتا ہے اور بقا حاصل کرلیتا ہے۔ اس لیے اُس کی غیر کی طرف توجّہ نہیں ہوتی۔ (1)

کتبِ سیرت و تصوف میں اَولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ مَجاذِیب کا ذِکرِ خیر بھی ملتا ہے۔ ان کی عَظَمت و رِفْعَت کو صُوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تسلیم کیا ہے۔ بعض لوگ پیدائشی مَجذوب ہوتے ہیں، بعض پر روحانی مَنازِل طے کرتے ہوئے کسی مرحلے پر جَذب کی کیفیّت طاری ہو جاتی ہے اور کچھ نُفوسِ قُدسِیّہ غَلَبۂ شوق اور وُفورِ عشق سے زندگی کے آخری سالوں میں عالَمِ اِسْتِغراق میں چلے جاتے ہیں۔

سچّے مَجذوب کی پہچان

عرض: سچّے مَجذوب کی پہچان کیا ہے؟

ارشاد: سچّے مَجذوب کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس پر شرعی اَحکام پیش کیے جائیں تو ہوش میں نہ ہونے کے باوجود وہ انہیں رَدّ کرے گا اور نہ ہی چیلنج کرے گا

دینہ

(1) اَنوارِ رَضا، ص ۲۴۳

جیسا کہ میرے آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: سچّے مَجْذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعتِ مُطَہَّرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ (1)

ظاہری اور باطنی شریعت کی حقیقت

عرض: بعض لوگ اپنے آپ کو مَجْذوب یا فقیر کا نام دے کر، خلافِ شَریعت کاموں کو مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے لیے جائز قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ طریقت کا معاملہ ہے، یہ تو فقیری لائن ہے ہر ایک کو سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ پھر اگر ان سے نماز پڑھنے کو کہا جائے تو مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کہتے ہیں کہ یہ ظاہری شریعت، ظاہری لوگوں کے لیے ہے، ہم باطنی اَجسام کے ساتھ خانہ کعبہ یا مدینے میں نماز پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ارشاد: شریعت چھوڑ کر خلافِ شرع کاموں کو طریقت یا فقیری لائن قرار دینا یا طریقت کو شریعت سے جُدا خیال کرنا یقیناً گمراہی ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن شریعت اور طریقت کے باہمی تعلق کو یوں بیان فرماتے ہیں: شریعَت مَنْبَع ہے اور

---

1 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۷۸

طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا ہے۔ عُموماً کسی مَنْبَع یعنی پانی نکلنے کی جگہ سے اگر دریا بہتا ہو تو اسے زمینوں کو سیراب کرنے میں مَنْبَع کی حاجت نہیں ہوتی لیکن شریعَت وہ مَنْبَع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی حاجت ہے کہ اگر شریعَت کے مَنْبَع سے طریقت کے دریا کا تَعلُّق ٹوٹ جائے، تو صرف یہی نہیں کہ آئندہ کے لیے اس میں پانی نہیں آئے گا بلکہ یہ تَعلُّق ٹوٹتے ہی دریائے طریقت فوراً فنا ہو جائے گا۔(1)

صَدْرُ الشَّرِیعہ، بَدرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: طریقت منافی شریعت (یعنی شریعت کے خلاف) نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل متصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل (غَلَط خیال) کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کُفر و اِلْحاد (کفر و بے دینی ہے)۔ احکامِ شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سُبکدوش نہیں ہو سکتا۔ بعض جُہّال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیِّدُ الطائفہ

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱ / ۵۲۵، ملخّصاً

حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں فرمایا: ”صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا، وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ؟اِلَی النَّارِ وہ سچ کہتے ہیں بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔“ (1)

البتہ اگر مَجْذوبیت سے عقلِ تکلیفی زائل ہو گئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہو گا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ (2)

کیا ولی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کر سکتا ہے؟

عرض: کیا ولی کبیرہ گناہوں کا اِرتکاب کر سکتا ہے؟

ارشاد: گناہوں سے مَعصُوم ہونا صرف اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور فرشتوں کا خاصہ ہے کہ حفظِ الٰہی کے وعدے کے سبب ان سے گناہوں کا صادِر ہونا شرعاً محال ہے، ان کے علاوہ سے گناہ کا صادِر ہونا محال نہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے اپنے اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے چنانچہ صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: نبی کا مَعْصُوم ہونا ضروری ہے اور یہ عِصْمت نبی اور مَلَک (فرشتہ) کا خاصہ ہے کہ نبی اور فِرِشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں، اِماموں کو اَنبیاء (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کی طرح مَعْصُوم سمجھنا

---

1 ...... الیواقیت والجواہر، الفصل الرابع، المبحث السادس والعشرون، باختلاف بعض الالفاظ، ص۲۰۶

2 ...... بہارِ شریعت، حصہ اوّل، ۱/ ۲۶۵۔۲۶۷

گمراہی وبد دِینی ہے۔ عِصمتِ اَنبیاء کے یہ معنٰی ہیں کہ ان کے لئے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہو لیا، جس کے سَبَب ان سے صُدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیاء (رَحِمَهُمُ اللهُ تعالیٰ) کے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں محفوظ رکھتا ہے، ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ (1)

ولایت بے علم کو نہیں ملتی

عرض: کیا ولی کا عالم ہونا شرط ہے؟

ارشاد: دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1360 صَفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت (جلد اوّل) صَفْحہ 264 پر ہے: "وِلایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پُہُنچنے سے پیشتر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر عُلُوم مُنکشِف (ظاہر) کر دیئے ہوں۔"

اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحمَةُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: "حاشا! نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں۔ حضرتِ علّامہ عبدُ الرَّءُوف مَناوی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی شرح جامع صغیر میں اور عارِف بِاللہ سید عبد الغنی نابلسی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ امام مالک عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الخَالِق نے فرمایا: علمِ باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علمِ ظاہر جانتا ہے۔

مدینہ

1 ...... بہارِ شَریعت، حصہ اوّل، ۱/۳۸-۳۹

حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔ یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علمِ ظاہر نہیں رکھتا علمِ باطن کہ اس کا ثمرہ و نتیجہ ہے کیونکر پا سکتا ہے۔ "(1)

کیا ولی کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے؟

عرض: ولی کو اپنی ولایت (یعنی ولی ہونے) کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس بارے میں عُلمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اِختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک علم ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہوتا۔ (2)

حافظِ قرآن کتنوں کی شفاعت کرے گا؟

عرض: حافِظ کتنے افراد کی شَفاعت کرے گا اور اس کے والدین کو کیا اَجر ملے گا؟

ارشاد: باعمل حافظِ قرآن قیامت کے دن اپنے خاندان کے دس اَفراد کی شَفاعت کرے گا اور اس کے والِدین کو ایسا نورانی تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ اچھی ہو گی چنانچہ اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُنا مولائے کائنات، مولا مشکل کشا، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۵۳۰، ملخصًا

2 ...... رسالۃ قُشَیْرِیۃ، فصل فی بیان عقائدھم...الخ، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۷۹

کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے داخلِ جنّت فرمائے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا، جن پر جہنَّم واجب ہو چکا تھا۔(1)

حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ جُہَنِّی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے چین دلوں کے چَین، رحمتِ دارین، نانائے حَسَنَین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والِدین کو قِیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ (سورج) تمہارے گھروں میں ہوتا، تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلِّق تمہارا کیا گمان ہے۔(2)

حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا جا اور جنّت کے دَرَجات طے کرتا جا چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عَمْرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیوں کے سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قرآن پڑھنے والے سے کہا

مــــــــــــدینہ

1 ...... تِرمِذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل.. الخ، ۴/۴۱۴، حدیث: ۲۹۱۴

2 ...... اَبُو داود، کتاب الوتر، باب فی ثواب قراءۃ القرآن، ۲/۱۰۰، حدیث: ۱۴۵۳

جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (جنّت کے دَرَجات) طے کرتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تُو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا تو جہاں آخِری آیت پڑھے گا وہیں تیرا ٹھکانہ ہو گا۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان خطابی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَلِی فرماتے ہیں: رِوایات میں آیا ہے کہ قرآن کی آیتوں کی تعداد جنّت کے دَرَجات کے برابر ہے لہٰذا قاری سے کہا جائے گا کہ تو جتنی آیتیں پڑھ سکتا ہے اُتنے دَرَجے طے کرتا جا تو جو اُس وقت پورا قرآنِ پاک پڑھ لے گا وہ جنّت کے اِنتِہائی (سب سے آخری) درجے کو پالے گا اور جس نے قرآن کا کوئی جُز (حصہ) پڑھا تو اُس کے ثواب کی اِنتہا قراءت کی اِنتہا تک ہو گی۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" کے بے شمار مَدارِس بنام "مَدرسۃُ الْمَدِیْنَہ" قائم ہیں جن میں مَدَنی مُنّوں اور مَدَنی مُنّیوں کو قرآنِ پاک حِفظ و ناظِرہ کی مُفت تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز بالِغان کے لیے عُموماً بعد نمازِ عشا "مَدرسۃُ الْمَدِیْنَہ برائے بالغان" کا بھی اہتمام ہوتا ہے جس میں بڑی عمر کے اسلامی بھائیوں کو حروف کی صحیح ادائیگی کیساتھ قرآنِ پاک پڑھنا

مدینہ

1 ...... اَبُوداود، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءة، ۲/۱۰۴، حدیث: ۱۴۶۴

2 ...... مَعالِمُ السُّنَن، ۱/۲۵۱

سکھایا جاتا ہے نیز سنّتوں کی تربیّت بھی دی جاتی ہے۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک سیکھنے سکھانے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کا ذہن بنے گا۔

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
ہمارا شوق سے قرآن پڑھنا کام ہو جائے

عالِم کتنے افراد کی شفاعت کرے گا؟

عرض: عالِم کتنے افراد کی شَفاعت کرے گا؟

ارشاد: قیامت کے دن عُلَما بے حساب لوگوں کی شَفاعت کریں گے۔ حضرتِ سیِّدُنا عُثمان بن عَفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شَفاعت نشان ہے: قیامت کے دن تین گروہ شَفاعت کریں گے: انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پھر عُلَما پھر شُہَدا۔ (1)

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا **فرمانِ مشکبار ہے:** جس نے کسی عالِم کی زیارت کی گویا اُس نے میری زیارت کی اور جس نے عُلَما سے مصافحہ کیا گویا اُس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور (قیامت کے دن) عالِم سے کہا جائے گا:

مدینہ

1 ...... اِبْنِ ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، ۴/۵۲۶، حدیث: ۴۳۱۳

اپنے شاگردوں کی شفاعت کرو اگرچہ وہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔[1]

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، خَاتَمُ النَّبِیِّین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: جب قیامت کا دن ہو گا اللہ عَزَّوَجَلَّ عابدین اور مجاہدین سے فرمائے گا: تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تو عُلَما عرض کریں گے: ہمارے علم کی بدولت انہوں نے عبادت کی اور جہاد کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی مانند ہو، تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، وہ شفاعت کریں گے پھر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔[2]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: عُلَما بے گنتی لوگوں کی شَفاعت کریں گے حتّٰی کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تَعَلُّق ہو گا اُس کی شَفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا: میں نے وضو کے لیے پانی دیا تھا، کوئی کہے گا: میں نے فُلاں کام کر دیا تھا۔[3]

مسجد میں درس کی اجازت نہ ہو تو؟

عرض: اگر کسی مسجد میں درس کی اجازت نہ ہو تو کیا کریں؟

مـــدینہ

1...... فِردوسُ الاخبار، باب الیاء، فصل فی تفسیر آی من...الخ، ۲/۵۰۳، حدیث: ۸۵۱۷، ماخوذاً
2...... اِحیاءُ العلوم، کتاب العلم، الباب الاول، فضیلۃ التعلیم، ۱/۲۶
3...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۹۲

ارشاد: اگر کسی مسجد میں درس وبیان کرنے کی اجازت نہ ہو تو مسجد کی انتظامیہ پر انفرادی کوشش یا علاقے کی شخصیات وغیرہ کے ذریعے اِجازت لینے کی کوشش کی جائے۔ اگر اِس طرح بھی اِجازت نہ ملے تو مسجد سے باہر دروازے پر درس وبیان کی ترکیب بنالی جائے۔ اگر کوئی پوچھے کہ مسجد کے اندر درس کیوں نہیں دیتے؟ تو مسجد کی انتظامیہ کی مخالفت کیے بغیر اِنتہائی نرمی کے ساتھ یہ عرض کر دیجیے کہ ”مسجد میں درس کی اِجازت نہیں، اس لیے ہم باہر درس دے رہے ہیں“ اس سے زائد کچھ مت کہیے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحبِ درد خود ہی آپ کو مسجد میں درس کی اجازت دِلوا دے۔

بیرونِ ممالک میں مدنی کام مضبوط کرنے کا طریقہ

عرض: پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں مدنی کام کیسے مضبوط کیا جائے؟

ارشاد: صحیح بات تو یہ ہے کہ ”کام، کام سکھاتا ہے“ جب آپ کسی بھی جگہ محنت ولگن اور اِستقامت کے ساتھ مدنی کام کرتے رہیں گے تو آپ کے ذِہن میں خود بخود مدنی کام بڑھانے اور مضبوط کرنے کی نئ نئ ترکیبیں آتی رہیں گی۔ دوسرے مُمالِک میں مدنی کام بڑھانے اور مضبوط کرنے کے لیے وہاں کے ”مقامی لوگوں“ میں کام کیا جائے کہ اگر آپ وہاں صرف پاکستانیوں یا ہندوستانیوں ہی پر کوشش کرتے رہیں گے تو صحیح معنوں میں

کامیاب نہیں ہو سکیں گے کیونکہ یہ وہاں اَقلیت میں ہوتے ہیں اور اقلیت کی نسبت مقامی آبادی کی اَہمیت اور اَثر و رُسوخ زیادہ ہو تا ہے۔ تربیتی اجتماعات وغیرہ کے موقع پر ان ممالک سے جو قافلے تشریف لاتے ہیں ان میں وہاں کے مقامی (Native) اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ لانے کی کوشش کی جائے تا کہ ان کی صحیح اسلامی اُصولوں کے مطابق تربیت ہو اور وہ اپنے ممالک میں جا کر دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کی دھومیں مچا سکیں۔

اکثر زیتون مبارک کھانے کی وجہ

عرض: آپ کو دستر خوان پر بارہا زیتون استعمال کرتے دیکھا گیا ہے اور آپ اس کے بیج بھی پھینکنے سے منع فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

ارشاد: میں زَیتون شریف کو تَبَرُّکًا استعمال کرتا ہوں اور اس کے بیج کو ادب کی وجہ سے نہیں پھینکتا کیونکہ زیتون ایک مُقَدَّس دَرَخت ہے جس کے بارے میں پارہ 18 سورۃُ النور کی آیت نمبر 35 میں اِرشاد ہوتا ہے:

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ ترجَمۂ کنزُالایمان: بَرَکت والے پیڑ زیتون سے۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت حضرتِ سَیِّدُنا احمد بن محمد صاوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: زیتون شریف کے لیے سَتَّر اَنبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام نے

بَرَکت کی دُعا فرمائی ہے، جن میں حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام بلکہ خود سیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، خَاتَمُ النَّبِیِّین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی شامل ہیں۔[1]

اِسی آیتِ مُبارَکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے: اس کے پھل کو ''زَیْتُون'' اور تیل کو ''زَیْت'' کہتے ہیں۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلا دَرَخت کوہِ طُور پر زیتون شریف کا اُگا (جہاں حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ سے ہم کلام ہوئے)۔ بعض عُلَما فرماتے ہیں: تین ہزار سال تک یہ درخت باقی رہتا ہے۔[2] اس کے تیل سے چَراغ روشن کیے جاتے ہیں اور بطورِ تیل بھی اِستعمال کیا جاتا ہے جو کہ تیلوں میں سب سے زیادہ شفّاف اور روشنی دینے والا ہے اور اس کے پتّے نہیں جھڑتے۔[3]

محترم نبی، مَکّی مَدَنی، محبوبِ ربِّ غنی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: روغنِ زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی کہ یہ مبارک دَرَخت سے ہے۔[4] اَطِبّاء کا قول ہے: زَیْتُون کا تیل روزانہ پچیس گرام کھانے سے پُرانی

مدینہ

1. ...... تفسیرِ صاوی، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ ۳۵، ۴/ ۱۴۰۵
2. ...... تفسیرِ خازِن، پ۱۸، المؤمنون، تحت الآیۃ ۲۰، ۳/ ۳۲۳، ملتقطاً
3. ...... تفسیرِ خازِن، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ ۳۵، ۳/ ۳۵۳-۳۵۴، ملتقطاً
4. ...... ترمذی، کتاب الأطعمۃ، باب ما جاء فی اکل الزَّیت، ۳/ ۳۳۶-۳۳۷، حدیث: ۱۸۵۸

قبض دُور ہوتی ہے، زَیتُون کا اَچار بھُوک کو بڑھاتا ہے اور قبض کُشا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زیتون کا تیل گندے کولیسٹرول کو دُور کرتا ہے۔ زیتون شریف کا تیل پکانے میں مت ڈالیے بلکہ کھانا کھاتے وقت سالن وغیرہ پر کچّا ہی چمچ وغیرہ سے ڈال کر کھایئے، بالکل بھی بدذائقہ نہیں ہوتا۔

طاق عدد زیتون استعمال کرنے میں حکمت

عرض: یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آپ طاق عدد (یعنی ایک یا تین کی تعداد) میں زَیتون کھاتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟

ارشاد: زَیتون شریف ہو یا اور کوئی ایسی چیز (مثلاً انجیر، خوبانی، اخروٹ اور بادام وغیرہ) جو شمار کرنے کے لائق ہو اسے طاق عدد میں استعمال کیا جائے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: اگر خُرما یا زَرد آلو یا وہ چیز جو شمار کرنے کے لائق ہو تو اسے طاق عدد میں کھائے جیسے سات، گیارہ، اکیس تاکہ اس کے سب کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مُناسَبَت پیدا کریں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ طاق ہے، اس کا جوڑا نہیں اور جس کام کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کسی طرح سے بھی نہ ہو وہ کام باطل اور بے فائدہ ہوگا اِسی بنا پر طاق جُفت سے اَولیٰ ہے کہ حق تعالیٰ سے مُناسَبَت رکھتا ہے (یعنی اس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وَحدانیت کا ذِکر بھی

رہے گا کہ وہ واحِد یکتا ہے)۔ (1)

دُعا بھی طاق عدد میں مانگنی چاہیے کہ رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نقی علی خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: عدد طاق ہو کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ وِتْر (یعنی اکیلا) ہے، وِتْر (یعنی طاق عدد) کو دوست رکھتا ہے۔“ (2) پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عَزَّوَجَلَّ کو نہایت محبوب اور اَقل مرتبہ تین (سب سے کم درجہ تین کا) ہے اس سے کم نہ مانگے۔ (3)

◈◈◈◈◈

ماخذ ومراجع

✿	قرآنِ پاک	کلام باری تعالیٰ	✿✿✿✿✿
نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ١٣٤٠ھ	مکتبۃ المدینۃ ١٤٣٢ھ
2	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفّٰی ١٣٦٧ھ	مکتبۃ المدینۃ ١٤٣٢ھ
3	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفّٰی ٧٤١ھ	المطبعۃ المیمنیۃ مصر ١٣١٧ھ
4	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین رازی شافعی، متوفّٰی ٦٠٦ھ	داراحیاء التراث العربی ١٤٢٠ھ
5	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفّٰی ١١٣٧ھ	کوئٹہ ١٤١٩ھ
6	حاشیۃ الصاوی علی الجلالین	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفّٰی بعد سنۃ ١٢٤١ھ	دار الفکر بیروت ١٤٢١ھ
7	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفّٰی ١٣٩١ھ	مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیا لاہور

مــــــــــــــــدینہ

❶ ...... کِیْمیائے سَعادت، رُکن دوم، اصل اوّل، ١/ ٢٧٣

❷ ...... نَسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب الامر بالوتر، ص ٢٩١، حدیث: ١٦٧٢، ماخوذاً

❸ ...... فضائل دُعا، ص ٨١

8	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ، متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
9	سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
10	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
11	سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی، متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
12	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
13	معالم السنن	ابو سلیمان حمد بن محمد الخطابی، متوفّٰی ۳۸۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
14	الزہد الکبیر	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
15	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
16	فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت
17	الترغیب والترھیب	حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری، متوفّٰی ۶۵۶ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
18	شان حبیب الرحمن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ گجرات
19	الحدیقۃ الندیۃ	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفّٰی ۱۱۴۱ھ	پشاور پاکستان
20	الیواقیت والجواہر	عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفّٰی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
21	الرسالۃ القشیریۃ	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، متوفّٰی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
22	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰ء
23	کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفّٰی ۵۰۵ھ	انتشارات گنجینہ تہران
24	فضائل دعا	رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان، متوفّٰی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
25	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور
26	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
27	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان، متوفّٰی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
28	انوارِ رضا	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
29	کراماتِ صحابہ	شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفّٰی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
30	سچی حکایات	سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب	فرید بک اسٹال مرکز الاولیا لاہور

❋ … ❋ … ❋ … ❋ … ❋

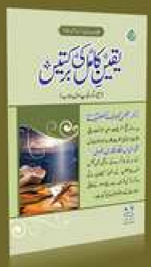
فہرست

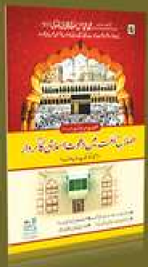
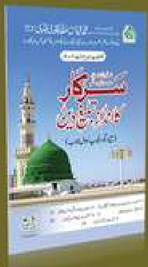
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **”فکرِ مدینہ“** کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَاللہ عزوجل۔ اپنی اِصلاح کے لیے **”مَدَنی اِنعامات“** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **”مَدَنی قافلوں“** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ عزوجل



ISBN 978-969-631-513-1
0125253

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net